سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (للعہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نورافشاں

پروفیسر محمد سمعیل صاحب ایم اے
پادری غلام مسیح صاحب (ایڈیٹرز)
نیو منزل وارث روڈ لاہور
پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب
ایم اے (امپیریل روڈ لاہور) مینیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیے اور مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج بنام ایڈیٹرز ارسال فرما کر ممنون فرمائیں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۲	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۴ جنوری ۱۹۲۴ء	نمبر ۱

یادِ محبوبِ حقیقی

از قلم مولوی نصیر کرنالوی

بیا ساقی و پُر کن ساغرِ مُل — بیا دِ شاہدان و موسمِ گل
بہ صحنِ بوستاں با ہم نشینیم — بیا در پہلوام با صد تجمّل
دریں محنت سرا بادہ نخوریم — بگوشِ ما نیاید صیتِ قُل قُل
نہ بینیم مہر در دل ہمدماں را — تو ئی سر چشمۂ مہر و توصّل
مہ و خورشید ہم بر روئے عالم — نمے آرد بتو روئے تقابُل
بخنداں گل شگفت در دیدۂ ما — زبندِ غم رہا کن قلبِ بُلبل
شدی چوں گلشنِ فردوس دلکش — زحالِ دلفگاراں ایں تغافُل
چہ سود از شکوۂ بدبختی خویش۔ — کہ عیشِ ما بہ غم ساز و تبدّل

نصیرِ خستہ تن خاموش بنشیں
کہ داری شیوۂ اہلِ توکُّل

غزل

از قلم منت

مصلوب کی تصویر ہے ہر دم مرے آگے — اس میں مری تعزیر ہے ہر دم مرے آگے
تصورِ مقدس میں جو ابرو ہے کشیدہ — کھینچے ہوئے شمشیر ہے ہر دم مرے آگے

تصورِ مقدس میں جو چہرہ کے ہے چوگرد — لامعِ وہی تنویر ہے ہر دم مرے آگے
تصورِ مقدس میں جو سُرخی سے کھچی ہے — وہ خون کی تحریر ہے ہر دم مرے آگے
زنجیر جو ہے حلقۂ زنجیر کو گر دے — وہ زلفِ گرہ گیر ہے ہر دم مرے آگے
دل جس کھنچے جاتے ہیں مصلوب کی جانب — وہ جذب وہ تسخیر ہے ہر دم مرے آگے
رکھتا نہیں میں گوش گر ایسے کہ نہ بولے — وہ مائل تقریر ہے ہر دم مرے آگے
رکھ لوں میں کلیجہ میں کہ سینہ سے لگا لوں — دلکش جو یہ تصویر ہے ہر دم مرے آگے
شُہرت نہیں مصلوب کی مانند کسی کی — فہرست مشاہیر ہے ہر دم مرے آگے
بے اسکے میں پڑھتا ہی نہیں بائبل اپنی — وہ متن پہ تفسیر ہے ہر دم مرے آگے

مصلوب کی تشبیہ نہیں بھولنے دیتی
منت مری تقصیر ہے ہر دم مرے آگے

رحم بر حیوانات

از قلم میر کریم الدین برق منشی فاضل گوجرہ ضلع لائل پور

ہیں وہی انساں جو حق سے ڈرتے ہیں — رات دن اس فکر میں وہ مرتے ہیں
ڈرتے ڈرتے وہ چلیں مردِ شریف — خوف وہ کھاتے ہیں از مورِ ضعیف
ایک ہیں حیواں سے لیتے کام ہیں — رحم کھاتے نہیں وہ بد انجام ہیں
چارہ و آرام کی پروا نہیں — مارتے ہیں درجہ کچھ چھوڑا نہیں
بارکش حیواں مریں اِن کی بلا — مزد ان کو چاہیے حد سے سوا

سمجھ کمائی کا نہیں آوے خیال
ان سے پائیں زندگی ہم لامحال
برق انساں کی شرارت دیکھ لے
اس پہ بھی یہ خود کو بھر انساں کہے

ایک مرزائی کو دور کی سوجھی مگر گھر کی بھول گئی

مسیحیت کی مخالفت کوئی نئی بات نہیں کہ مرزائی صاحبان اس پر فخر کریں۔ ابتدا سے ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے اور ہوتا جائیگا۔ ایک مرزا کیا ہزاروں مرزا سے بھی بڑھکر آئے اور چلے گئے۔ اور اپنے پیچھے مسیحیت کو ترقی کرنے میں بدستور سابق مصروف چھوڑ گئے۔ آسمان نے ہزاروں ایسی آزمائشیں دیکھیں مخالفت ہی سے مسیحیت کی ترقی ہوئی اور اسی سے آئندہ بھی ہوتی جائیگی۔ کون ہے جو آج ہندوستان میں کھڑا ہو کر یہ دعویٰ کر سکے کہ مرزا صاحب کی تاریخ وفات کے بعد مسیحیت کو ترقی نہیں ہوئی۔ اعداد و شمار بتلا رہے ہیں۔ کہ یہ خدا کا کام ہے اور کسی ایک جماعت سے کیا ساری دنیا کی مجموعی طاقتوں سے بھی اسے کوئی گزند نہیں پہنچ سکتا۔ ہاں ایک بات صاف ہے کہ جس کسی نے اس کی مخالفت کی اس نے اپنا ہی نقصان کیا۔ مسیحیت کے خلاف منصوبہ بازیوں میں ہر وقت مصروف رہنے سے مرزائی جماعت کی یہ دماغی حالت ہو گئی ہے کہ ان کو بائبل تو حفظ ہو گئی۔ مگر قرآن بھولا جا رہا ہے چشم ما روشن دل ما شاد۔ یہ ہمارا تجربہ ہے کہ

اعتراضوں کے لئے جب بائبل پڑھنے لگے
یونہی حاصل جنکو کرنے تھے ایماں ہو گئے

دنیا اس امر پر متفق ہوئی ہے کہ مشن سکولوں اور کالجوں سے بائبل کی تعلیم اٹھا دی جائے۔ مگر خدا نے مرزائیوں کو اس کے مخالف پیدا کر دیا ہے۔ جو لوگوں کو بائبل کی تعلیم دلانے کا کام اپنے ذمہ لیں۔ اس کا ثبوت کہ مخالفت کے لئے بائبل کا مطالعہ کرتے رہنے سے مرزائی صاحبان کو اتنا وقت نہیں مل سکتا کہ وہ قرآن کی تعلیمات کو دماغ میں تازہ رکھ سکیں جب ذیل بیان سے جو بالکل تازہ ہے بخوبی معلوم ہو جائیگا۔ اخبار الفضل قادیان اپنی اشاعت ۴ دسمبر میں زیر عنوان "سائنس اور عیسائیت" رقمطراز ہے۔

"کہ ایک انگریز سائنسدان نے حال ہی میں کیمبرج میں ایک لکچر کے دوران میں کہا ہے کہ ۲۱۲۳ء میں دنیا مادی طور پر اتنی ترقی کر جائیگی کہ برقی قوت تمام کاروبار کے لئے آلہ ہوائی سے مہیا کی جائیگی اور بجائے قدیم طریقہ افزائش نسل اور پیدائش انسان کے۔ عورت کے رحم میں بچہ کو نو ماہ رکھنے کی ضرورت نہ پڑیگی مرغیوں کے انڈوں کی طرح بجلی کی مشعل سے کوئی انتظام کر لیا جائیگا۔ اگر ایسا ہوا تو مسیحیت کا رہا سہا بھی ستون ٹوٹ جائیگا۔ کیونکہ درد زہ کو علامت سزائے گناہ گردانا گیا ہے۔ اس سے چھٹکارا ہو جائیگا۔"

ہمیں الفضل کی حالت زار پر ترس آتا ہے۔ کیونکہ اس نے مسیحیت کے ستون کے انہدام کے خواب تو ابھی سے دیکھنے شروع کر دیئے۔ مگر یہ نہیں معلوم کہ انگریز سائنسدان کی بات پوری بھی ہوگی یا نہیں۔ کیونکہ وہ خود اس شک میں ہے کہ "اگر ایسا ہوا تو . . . ؟"

اگر ہو گیا تو الفضل کے خریدار الفضل میں اس خوشخبری کو ۲۱۲۳ء میں پڑھ کر خوش ہو جائینگے کہ برقی قوت سے بجائے رحم میں ۹ ماہ رہنے کے بچہ کی رحم سے باہر ہی پرورش ہوگی۔ اور اب مسیحیت کا ستون گرنے کو ہے مگر اسے یہ فخر کرتے ہوئے قرآن کیوں بھول گیا ہمیں اس کا علم سوائے اس کے نہیں کہ تعصب نے اسکی آنکھیں اندھی کر دی ہیں۔ مرزائی صاحبان کی یوں تو عادت ہو گئی ہے کہ ہر ایک نئی بات کے لئے جو آئے دن دنیا کے طبقہ پر کہیں ظہور پذیر ہو کوئی نہ کوئی قرآنی آیت یا مرزا جی کا قول بطور پیشگوئی پیش کیا کرتے ہیں مگر ہم حیران ہیں کہ اس خیالی انہدام ستون مسیحیت کے کوئی الہام حوالہ میں نقل نہیں کیا۔ مرزائی تو دعائیں مانگ رہے ہونگے کہ جلد ۲۱۲۳ء آوے اور نطفہ سے لیکر بچہ کی پیدائش تک ۹ ماہ کے عرصہ میں جو کچھ ہوتا ہے وہ ماں کے رحم سے باہر برقی مشین سے عمل میں لایا جاوے اور ہم عیسائیوں کو کہیں کہ اب بتاؤ۔ درد زہ کہاں گیا جسے تم علامت سزائے گناہ کہتے ہو۔

مگر انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ جب سائنسدان مذکور کی پیشگوئی پوری ہو جائیگی۔ تب مرزا صاحب کی پیدائش سے لیکر ۲۵۰ سال کے قریب گذر چکے ہونگے۔ پس آپ کے نزدیک موجودہ زمانہ کے مرزائیوں کو اس بات کا فخر حاصل نہیں ہو سکتا کہ ان کی مستورات کو سزائے گناہ سے چھٹکارا مل جائے ابھی تو انہیں صدیوں تک انگریزی الہام کی تکمیل کا صبر سے انتظار کرنا پڑیگا۔

اگر راقم مضمون "سائنس اور عیسائیت" کی دلیل اور نتیجہ کو صحیح بھی مان لیا جائے تو اس کے مطابق قرآن کی تعلیم بھی اس وقت باطل ہو جائیگی کیونکہ قرآن کی سورۃ آل عمران کی ابتدائی آیات میں لکھا ہے کہ۔ الله هو الذی یصورکم فی الارحام یعنے خدا تمہاری شکلیں رحموں میں بناتا ہے۔ پس مرزائی دلیل متذکرہ صدر کے مطابق جب بچہ رحم میں نہ ہوگا۔ بلکہ مشین کے ذریعہ نطفہ کی افزائش کا انتظام کر لیا جائیگا تو یہ آیت بے معنی ہو جائیگی کہ خدا رحموں میں "صورتیں بناتا ہے"۔

پھر ابھی تو یہ بھی یقین نہیں کہ ایسا ضرور ہوگا۔ کیونکہ راقم مضمون نے لکھا ہے کہ "اگر ایسا ہوا" ہم پوچھتے ہیں کہ اگر نہ ایسا ہوا تو پھر؟ (دیکھئے صفحہ ۱۱)





نورافشان

مطبوعہ ۴ جنوری سنہ ۱۹۲۵ء

اہل ہند کی جملہ مسیحیوں سے درخواست

پس انہوں نے فلپس کے پاس جو بیت صیدا ئی گلیل کا تھا آکر اُس سے درخواست کی کہ جناب ہم یسوع کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ (یوحنا ۱۲: ۲۱)

شکریہ۔ خدا کا شکر ہو کہ نورافشاں نے اپنے دوستوں اور نامہ نگاروں اور خریداروں کی یاوری سے اپنی زندگی کا باونواں سال شروع کیا ہو۔ گذشتہ سال کے تمام سفر میں اسکے بہی خواہ اپنے دکھ سکھ میں بیماری اور تندرستی میں تنہا تنہا اسکے ہمسفر و ہمقدم چلے ہیں اُنکا نورافشاں کے ساتھ چولی دامن کا رشتہ چلا آیا۔ نازک خیال شعرای کرام نے اپنے نظمی کلام سے اسکے اوراق کو زینت بخشی۔ مضمون نگاروں نے اپنی اپنی لیاقت و توفیق کے مطابق مختلف مضامین لکھکر اسکے صفحات کو منور فرمایا۔ خریداروں نے نورافشاں کے دوستوں کے نظمی و نثری کلام کی قدر کی اگرچہ ہر سال ہم خطا اٹھاتے رہے ہم ان تمام دوستوں کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں۔

ہم اُن دوستوں کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے نورافشاں کے لئے سال گذشتہ میں مضامین لکھے اور نظمیں بھی بھیجیں۔ مگر کسی کسی سبب سے وہ نظمیں اور مضامین نورافشاں کے اوراق میں جگہ نہ پا سکے ہمیں اُن صاحبان سے دلی ہمدردی ہو ہم اُنکے دلی جذبات کی قدر کرتے ہیں لیکن نورافشاں کی یہی کوشش رہی کہ جو بہتر اور افضل مضامین ملتے رہے انہیں کو ناظرین کرام کی نذر کرتا رہا اس لئے نورافشاں کو ضرور معذور سمجھا جائے۔

اگرچہ نورافشاں کی زندگی کے ہر ایک سال کا یہی ماٹو یا مقصد رہا ہو کہ وہ ہر سال کے سفر میں یسوع مسیح کو دکھائے اہل ہند کے مطالبہ کے بڑھ جانے سے ہمیں اس کی زندگی کا پھر بھی یہی مقصد رکھنا پڑا ہو کہ نورافشاں اس سال بھی اپنے ہر فرض کے اس مطالبہ کی تکمیل کرے جو عنوان میں مذکور ہو۔

ہمیں اس بات کا اعتراف ہو کہ ہندوستان میں ہنوز یسوع مسیح کے نورانی چہرے کو مخالفوں کی مخالفت کا گرد و غبار چھپا رہا ہے پر اس کے ساتھ ہی ہمیں اس بات کا بھی اقرار کرنا پڑتا ہو کہ ہندوستان میں پیشتر کی نسبت یسوع مسیح کو دیکھنے والوں کا شمار بہت زیادہ بڑھ گیا ہو۔ ہندوستان کے مسیحیوں کے گھروں کے دروازے اور اُنکی روزانہ زندگی کی دوڑ دھوپ کا میدان ان لوگوں کی جماعتوں سے اٹا پڑا ہو جو یسوع مسیح کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم یسوع کو دیکھنا چاہتے ہیں کا شور نہیں بپا ہو۔ ایک طرف ہندو ہموطن پکار رہے ہیں دوسری طرف مسلم بھائی شور مچا رہے ہیں۔ تیسری طرف سے کی کروڑ غریب آبادی چلا رہی ہے چوتھی طرف ہند کے ہزاروں مسیحی مسیح کو دیکھنے کے لئے ترس رہے ہیں۔ غرضیکہ ہند کی ۳۲ کروڑ آبادی ہند کے مسیحیوں کے روبرو یسوع مسیح کو دیکھنے کی آرزو کئے کھڑی ہو سکی اب تک تمنا پوری نہیں ہوئی ہو وہ جہان کے نور کے منور چہرے کو دیکھنے کے لئے ترس رہی ہو۔ ہند کی مسیحی گورنمنٹ اور ہند کی مسیحی آبادی میں یسوع مسیح کی حضوری مانگی گئی ہے۔ ہر ایک مسیحی کی زندگی اُسکی سکونت کا تسلیم کیگئی ہو۔ وہ مسیحی کہاں ہیں جو اہل ہند کی اس جیتی ہوئی درخواست کا جواب دیسکتے ہیں؟ بلاشک کئی صورتوں سے مسیحی یسوع مسیح کو دکھا سکتے ہیں ان میں سے ایک صورت تحریر کی ہو۔ ہندوستان میں میدان تحریر بہت زیادہ گرد و غبار آلودہ ہے۔ اس میں یسوع مسیح کو چھپانیوالی آندھیاں زیادہ پیدا ہوتی رہتی ہیں جو اس کے نورانی چہرے کو ہمیشہ ڈھانپے رہتی ہے۔ شک و شبہات کی گھٹاؤں سے یہ میدان شب تاریک بنا رہتا ہو۔ جو اصحاب علمی مذاق رکھتے ہیں اُن پر ہمیشہ شک کے ابر چھائے رہتے ہیں وہ یسوع مسیح کو ضرور دیکھنا چاہتے ہیں پر اُنکی رہنمائی کیلئے اس میدان میں مسیحیوں کی ہستی معدوم تو نہیں لیکن قلیل ہے اُنکا کوئی رہنما دکھائی نہیں دیتا وہ مایوس ہوتے جا رہے ہیں۔

ہم ہند کے عموماً اور پنجاب و یو۔پی کے مسیحیوں سے خصوصاً التماس کرتے ہیں کہ اگر آپ میں اہل ہند کی ہمدردی کا دل ہو۔ اگر آپ مسیحیت و یسوع مسیح سے محبت رکھنے والے ہوں اگر آپ کو اہل ہند کی نجات اور یسوع مسیح کے نام کی عزت کا پاس ہو اگر آپ کو مسیحیت کی غیرت ہو۔ اگر آپ کو ہند کی عظیم الشان آبادی سے اُنس و محبت ہو۔ اگر آپ میدان تحریر میں اس آبادی کی مسیح تک رہنمائی کرنے کی لیاقت رکھتے ہوں تو اس نئے سال میں میدان تحریر میں نکلیں۔ نورافشاں کے اوراق میں اپنے نجات دہندہ کو پیش کریں۔ اہل شک کے شکوک رفع کرکے اُنکی یسوع مسیح تک رہنمائی کریں۔ وہ بصورت تحریر یسوع مسیح کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ اُن کی درخواست منظور کرکے تحریر میں اُنکی زبان تصویر کھینچ کھینچ کر اُنکو دکھائیں نورافشاں کے اوراق آپ کے لئے کھلے ہیں۔

ہم یہ بات بھی یاد دلانا چاہتے ہیں کہ اگر آپ میں بصورت تحریر یسوع مسیح کو دکھانے کی لیاقت موجود ہو طاقت موجود ہو فرصت وقت موجود ہے۔ صرف آپ اپنی کاہلی اور سستی کی وجہ سے اس لیاقت کا اظہار نہیں کرتے ہیں۔ اس کا استعمال نہیں کرتے ہیں تو آپ کا شمار اُن میں ہو جو یسوع مسیح کو چھپانے والے ہیں۔ آپ یسوع مسیح کے دشمنوں کے دوست ہیں۔ اس کے باطنی دشمن ہیں۔ آپکا یہ طرز عمل ہرگز مسیحانہ نہیں ہو۔

آپ ہماری تحریر سے یہ نہ سمجھ لینا کہ نورافشاں کے ایڈیٹوریل سٹاف کا گولا بارود ختم ہو چکا ہے اس وجہ سے ہم چیخ پکار کرتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ بفضل خدا نورافشاں کے وہ تمام دوست اب تک موجود ہیں جو سال گذشتہ میں اس کے ہمرکاب رہے ہیں جو اپنے نظمی و نثری کلام سے اس کے اوراق کو زینت دیتے رہے ہیں جو اپنی سخت مصروفیت کے ایام میں اپنے دکھ اور بیماری کے دنوں میں اسے کبھی نہیں بھولے انکے نام نامی اور اسم گرامی گذشتہ سال کی فائل میں نورافشاں میں ہیں۔ نورافشاں کو ان دوستوں پر اس سال بھی اعتماد ہے کہ وہ مقدور بھر اس سال بھی اس کی امداد کرینگے۔ اسلئے نورافشاں کے ایڈیٹوریل سٹاف کے پاس



یورپ میں سیاست کا آلہ ہے (۶) گرجے نسخے انگریزی۔ پادریوں کی معرفت گرجوں سے اپنے سیاسی فوائد کا پرچار کراتی ہے (۷) بذات یہودی قوم (۸) زبان انگریزی بمعنی دجال ہے (۹) ولایت کے ۹۰ فیصدی پادری توریت اور انجیل کو الہامی ماننے سے انکاری ہیں (۱۰) بہت سے کلیسیائی بزرگ مانتے ہیں کہ مسیح کی ہستی نہ تھی۔ اگر قرآن میں ذکر نہ ہوتا تو میں مسیح کی ایک بات بھی نہ مانتا۔ (۱۱) انگریز زبان سے تو لبرل کہلاتے ہیں مگر ان سے بڑھ کر کوئی قدامت پسند نہیں ورنہ یہ اس سے بہت پہلے مسیح کا انکار کر چکے ہوتے (۱۲) دجال کی تعریف پادریوں پر صادق آتی ہے۔ بچونکہ یہ مسیح تعلیم کے خلاف تعلیم دیتے ہیں۔ (۱۳) ان پر روز مذہب بدلنے والوں کی ایسی تیسی (۱۴) ابن مسیح۔ کتاب۔ مذہب سے پادری انکاری ہیں۔ پس دجال گھبلا جا رہا ہو (۱۵) محبت کے جوہر کے پنپنے کے لئے شادی ہے۔ (۱۶) ۱۹۱۲ء میں گرجا معمور تھے۔ آج جب میں آیا تو خالی تھے (۱۷) نبی اصلاح اخلاق کی تعلیم دیتا ہے۔ مرزا نے کوئی تعلیم اصلاح اخلاق کی نہ دی اس لئے قادیانی فرقہ کے اسکو نبی بنانے کے جھگڑے فضول ہیں ہیں۔ یہ گدیاں بنانے کے جھگڑے ہیں۔ مذہب کی غرض قوت ہوتی ہے۔ مگر یہ ۲۴ کروڑ مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ لگا رہے ہیں۔ اس تفرقہ بازی پر تُف۔ اس فرقہ بندی پر لعنت۔ یہ جُڑے ہوؤں کو توڑ رہے ہیں (۱۸) میں نے لارڈ ہیڈلے کو اس لئے حج کرایا کہ اس پر اسلامی برادری معلوم ہو جائے کیونکہ اس کا ایک بھی وعیدہ حج پر خرچ نہ ہوا (۱۹) بچپتہال نے کہا کہ خواجہ کمال الدین نے برادری کا بکھیڑا اٹھایا ہوا ہے۔ مرزا کی نسبت نبوت کے جھگڑے کھیل ہیں

۲۶ دسمبر ۱۹۲۳ء

(۱) اسلام چند عقائد پیش کر کے کہتا ہے کہ یہی منوا دونگا (۲) مسیحیت میں یہ بات نہیں۔ برخلاف اس کے اس میں تمام باہر کی باتوں کو داخل کر لینے کی صفت موجود ہے۔ (۳) جب میں پہلے ولایت گیا۔ اسلام صوفی ازم کی صورت میں پیش کیا جاتا تھا۔ میرے ایک سب سے بڑے دوست نے جو علیگڈھ، علاوہ لاہور اسلامیہ کالج میں رہ چکے ہیں مجھے کہا کہ اسلام پیش نہ کرو۔ (۴) جب میں لاہور میں زیر تعلیم تھا مسیحی مناددوں سے سُنا کہ کرائسٹ اور کرشن ایک ہی ہیں۔ یہ خیال مسیحی مفاہمت کی ہے کہ قرآن کا نقشہ پہلی سے اناجیل سے ملتا ہو (۵) چوتھی انجیل میں اختلاف ہو کہ خدا مسیحیت اٹھائے اور انسان نجات پائے۔ یہ منہ زوروں کی داستانیں ہیں (۶) ۱۸۱۳ء سے ۱۹۲۳ء تک آرچ بشپ سے لیکر تمام کلیسیا کے بزرگوں نے ملکر آہستہ آہستہ ایک ایک مسیحی عقیدہ کو بدل دیا (۷) ڈین تنعیف سینٹ پال میں نے کہا کہ یہ کلیسیا جو ہے مسیح کی نہیں (۹) نہ صرف ہمارے ملاں ہی بلکہ ولایت کے پادری بھی ہمیں پیدا کرتے رہتے ہیں۔ (۱۰) اور کر اس کی کیک ایک ہی دہر پرستی ہو جو پادریوں نے وضع کر رکھی ہو (۱۰) مسیح کی موجودہ شکل تو صرف ایک یورپی نوجوان کی ہو۔ صرف بالوں کا فرق ہے (۱۱) انگریزوں کو کیا سمجھ۔ مذہب تو نکلا مشرق سے گیا مشرقی دماغ مذہب کو سمجھنے کے لئے نہیں بنایا گیا (۱۲) سلاؤ تم میں جو پیر کی نیاز پر گوشت روٹی دیا جاتا ہے یہ بت پرستی ہے (ذکر عشائے ربانی کا) تو اس میں تقدس مانتے ہو۔ یہ مسئلہ اسلام سے پہلے بہت پرانا بت پرستی کا ہے۔ (۱۳) وہ مسلمان نہیں جو مسیح اور محمد کی عزت میں فرق کرے (۱۴) (اس یہودی قوم) نے کہا۔ وغیرہ (۱۵) ظالم یعنی یہودی قوم نے (۱۶) جو نسبت عیسائی سے احمدی کو ہے وہی قادیانی سے احمدی کو ہے۔ (۱۷) نورافشاں نے ہمیں دعوت دی تھی کہ ہم اس سے مفاہمت کر لیں۔ اس لئے میں نے یہ دیباچہ اسکو سامنے رکھ کر لکھا (۸) میں ایمان رکھتا ہوں کہ مشرقی عیسائی جو کچھ مانتے ہیں وہ بالکل سچے دل سے مانتے ہیں (۹) سوائے پولوس کے کسی نے بچھڑہ کا نام نہیں لیا (۱۰) انگریز کہتے ہیں کہ ہم سلطنت روما کے نقش قدم پر ہیں مگر رومیوں کو مذاہب سے ہمدردی تھی۔ اور ڈیڑھ سو سال ہونے کو آئے میں پتہ نہیں کہ اسلام کہاں ہے اور ہندو دھرم کا سر کہاں ہو۔ کیا یہ راج کرنے کو آئے ہیں (۲۱) انگریز ترکوں کو صرف مذہب کی خاطر آزادی نہیں دیتے۔ (۲۲) دنیا میں مسیحیت فساد کا موجب ہو (۲۳) یورپ کے سور اور کتے اگر چاہیں کہ مسیح کی میز کے گرے ہوئے ٹکڑے کھائیں مگر مسیح انکو کھانے نہ دیگا۔ (۲۴) باوجود اس قدر شکست اور کمزوری ایمان کے ولایت کے لوگ اس قدر روپیہ خرچ کر رہے ہیں۔ مسلمانو، تمہارا ایمان کدھر غرق ہو گیا وغیرہ۔

خواجہ صاحب کے بیان مذکورہ پر پھر کسی وقت انشاءاللہ غور کیا جائیگا۔ جناب کے تیسرے روز کی تقریر کا خلاصہ ہم تک نہیں پہنچا۔ سنا ہو کہ اس روز کی تقریریں بھی ینابیع المسیحیت کا ریویو ہی تھیں۔ جن میں خواجہ صاحب نے سامعین سے درخواست کی کہ اس کتاب کا انگریزی میں۔ پشتو میں۔ فارسی میں ترجمہ شائع کرنا ہے۔ روپیہ کی ضرورت ہو۔ آپ کا منہ سے بولنا تھا کہ سامعین نے آپ کی اپیل کو فوراً قبول کر لیا۔ ہزاروں روپیہ میز پر جمع ہو گیا۔ ینابیع المسیحیت کو اسی وقت اہل دل خرید کرے گئے۔ امید نہیں کہ اس کی کوئی کاپی بچی ہو

جلسہ مذاہب میں ہماری شامتہ گی

۲۸ دسمبر کے روز جلسہ مذاہب تھا جس کا مضمون "مذہب کا مقصد" مقرر تھا۔ اس کی بابت ہم پنجاب کے مسیحیوں سے التماس کر چکے تھے کہ لائق مسیحی مضامین لکھ کر نورافشاں کے دفتر میں ارسال کردیں کہ ان میں سے اچھا مضمون کمیٹی پسند کر کے جلسہ مذکور میں بھیج دیگی۔ بلاشک وقت نہایت قلیل تھا۔ ہمارے پاس کوئی مضمون نہیں پہنچا آخر نہایت تھوڑے عرصہ میں پادری علی بخش صاحب نے مضمون تیار کیا ۲۷ دسمبر کے روز کمیٹی کے بعض ممبروں نے سُنکر اسکو ترمیم کرنے کی صلاح دی۔ ایک دن میں مضمون تیار کرنا پادری صاحب کے واسطے دشوار تھا۔ علاوہ آپکو یہ صلاح بھی دی گئی کہ وقت تنگ ہے مضمون



مکالمت فتن آکر کھڑی ہوگئی۔ تھوڑی دیر کے بعد اس سے مخفی پردوں سے مہتاب عالمتاب کی طرح نور چمکا اور تیر شعاع کا یہ دونوں نشانہ ہوگئے۔ اُن کی آنکھوں کی حیرانی اشتیاق میں بدل گئی اور فوارے کے قریب سے اُٹھ کر اس چشمۂ حیات کی طرف رُخ کر لیا وہ نوبہار خوبی اپنی خادمہ کے ساتھ اس تفریح گاہ میں گُل کھلانے لگی اور یہ دونوں سرو کی طرح خاموش اُس کے غمزوں کو نظر دیکھتے رہے۔ اختر کے دل سے نہ رہا گیا اور اس نے بیساختہ شہاب سے اُس کے حُسن کی تعریف کی۔ شہاب اس کی تصدیق کر ہی رہا تھا کہ اس مہ جبین کی نیم باز آنکھیں تاڑ گئیں۔ اور خفیف تبسم کے بعد فوراً رُخ پھیر لیا ع

"سمندِ ناز کو ایک اور تازیانہ ہوا"

اختر و شہاب اپنے دلوں میں ایک نیا ولولہ پاتے ہیں۔ دونوں ایک ہی ساقی کے بادہ خوار۔ ایک ہی شراب کے سرشار ایک ہی ساغر کے طلبگار ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ اختر پہلے لذت یاب ہوا ہے اور اس کے نتیجہ ہوتے ہی شہاب کو بھی اپنا ہوش نہ رہا۔ اس نازک اندام کو ان دونوں کے تازہ نگاہ نے جکڑ لیا ہے اور خادمہ کی نگاہیں گرہ کشائی کر رہی ہیں اختر کے دل میں سوزش محسوس ہوئی اور اُسکو دوسرے فرد کرنا چاہا۔ شہاب نے اپنی توجہ اس کی جانب کی اور کچھ دیر تک دونوں سر جھکائے بیٹھے رہے۔ پھر شہاب سے نہ رہا گیا اور اُسکی نگاہ غلط انداز اس وقت تک اچھا کام کرتی رہی جب تک کہ اختر کی مایوس نگاہیں اُوپر نہ اُٹھیں۔ دل کی کشش برعکس نتیجہ پیدا کرتی رہی جتنی کہ یہ دونوں مرعوب ہو کر اسی مقام پہ بیٹھے رہے اور وہ محبوب روزگار اپنی رفتار سے روشوں کے پھول کترتی ہوئی دوسری سمت کو مڑ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس کی خادمہ سائیس کو حکم دینے آئی اور یہ دونوں عالم بدحواسی میں دوڑتے ہوئے اُس کے پاس پہنچے۔

شہاب۔ (خادمہ سے) "سعیدا" ؎

خادمہ۔ "سعیدا یا مولائی" (میرے آقا آپ)

یہ کہکر خادمہ فوراً سائیس کی طرف مخاطب ہوجاتی ہے۔

زبیدہ۔ "ثریا فرماتی ہیں کہ ہم ٹہل کر آئینگے۔ بہتر ہے عربہ (گاڑی) یہیں لے چلو۔"

زبیدہ۔ "بہت اچھا"

سائیس گھوڑے کا سامان درست کرتا ہے اور شہاب کو خادمہ سے گفتگو کرنے کا موقع ملجاتا ہے۔

شہاب۔ (خادمہ سے) "تم کہاں رہتی ہو"

خادمہ۔ "اسی شارع (کوچہ) میں جہاں آپ"

شہاب۔ (اختر سے) "مگر ہم نے کبھی نہیں دیکھا"

خادمہ۔ "لیکن میں نے آپ دونوں کو دیکھا ہے"

اختر۔ (خادمہ سے) "تم لوگ یہاں کب سے ہو"

خادمہ۔ "حضور حال ہی میں دمشق سے آئے ہیں۔ وہاں میرے آقا وحید آفندی تجارت کرتے تھے اور اب یہاں ریشم کا کارخانہ جاری کرنے کا قصد ہے۔ صاحبزادی عربیہ کی منتظر ہونگی۔ میں رخصت کی ملتجی ہوں۔" یہ کہکر خادمہ گاڑی پر سوار ہو کر فوراً آنکھوں سے غائب ہوجاتی ہے اور شہاب اور اختر عجب ہیجان طبع کے ساتھ گھر کو واپس جاتے ہیں +

۲

شب کی زلف پریشاں نے عالم کو مختل الحواس بنا دیا ہے۔ ماہ کی تنویر سحر آفرینیاں کر رہی ہے اور تاروں کی آنکھوں کے سوا کسی کو اس نظارہ سے لطف اندوز ہونے کا ہوش نہیں۔ رات کے بارہ بجے ہیں اور اختر اور شہاب اپنے بستروں پر لیٹے کسی خیال میں محو ہیں بادۂ خواب آنکھوں کو شفق گوں کئے دیتا ہے۔ مگر کسی کے حُسن کا تصور چھینٹے ڈال رہا ہے۔ یہ عشق کے گرفتار اپنے دل و دماغ کو مختلف تاویلوں سے یکسو کرنا چاہتے مگر دمبدم اپنی پریشانیوں میں اضافہ اور اپنے جذبات میں ناقابل برداشت کرفت پاتے ہیں۔ اختر کا سینہ سوزش عشق کا آتش فشاں بنا ہوا ہے۔ وہ رہ رہ کر اپنے جسم پر ہاتھ رکھتا ہے کہ یہ آتش کہاں لمحہ فگن ہے۔ شہاب کے اوراق خاطر جمع ہوکر اس تفریح گاہ کا گل خنداں بن گئے ہیں۔ جہاں کسی رشک چمن کو دیکھا تھا اور اس گُل کے ہر ورق پر شام کے واقعات کی باریک باریک تحریریں منقوش نظر آتی ہیں جنکو پڑھ کر اُسکی طبیعت میں اضطراب پیدا ہوجاتا ہے۔ . . . ایک بجا۔ . . . دو بجے۔ . . . مُرغ سحر نے بانگ دی۔ . . . مسجدوں کے بلند میناروں سے اذان کی آوازیں بندگان خدا کی توجہ اپنی جانب کھینچنے لگیں۔ . . . مشرق سے آفتاب کا نور چھٹنے لگا۔ . . . مرغان سحر بیدار ہوگئے۔ . . . پانی کی سرزمین میں از سر نو زندگی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ . . . بازار نے آنکھوں کی طرح اپنی دوکانیں کھولیں۔ . . . گھوڑے گاڑی موٹر سڑکوں پر طواف کرنے لگے۔ . . . آفتاب کے نور سے عالم جگمگا اُٹھا۔ اُس کی شعاعوں نے ورق گُل کے آنسو پونچھے۔ مگر افسوس شہاب و اختر کی دلجوئی کسی نے نہ کی اور یہ دونوں اپنے اپنے گھروں میں اب تک اُسی عالم میں پڑے ہیں۔ آفتاب اپنی منزل نہایت سرعت کے ساتھ طے کر رہا ہے اور شہاب کی مجبوریاں اُسے اپنے بستر غم سے اُٹھائے دیتی ہیں۔ وہ حرم سے نکلکر حمام میں داخل ہوتا ہے۔ قہوہ پینے کے بعد اپنے کمرے میں چلا جاتا ہے۔ یہاں آکر در و دیوار کو تکنے لگتا ہے اور کچھ تامل کے بعد اپنی کرسی میز کی طرف بڑھاتا ہے۔ میز پر اپنا نازک ہاتھ خوشنما رخسار کے نیچے رکھ لیتا ہے اسکی تمام دماغی قوتیں اپنے مرکز پر آجاتی ہیں اور دفعتہً جنبش دیتی ہیں وہ اپنی نشست بدلتا ہے اور پھر کسی خیال میں مستغرق ہوجاتا ہے۔ غرض اندرونی جذبات کے اخرات اُسے ہاتھ بڑھانے پر مجبور کرتے ہیں۔ وہ چٹھی کا کاغذ نکالتا ہے اور کچھ لکھنے کے بعد رک جاتا ہے۔ پھر شروع کرتا ہے۔ . . . لکھتے لکھتے کوئی اشد ضروری کام اُسے یاد آجاتا ہے اور وہ ذرا سی دیر کے لئے کمرے سے باہر جاتا ہے اور واپس

؎ عربی سلام ہے۔ جس کا استعمال ناواقف لوگوں پر ہوتا ہے جنکی قومیت کا پورا علم نہ ہو۔

اگر اپنے نامہ خط کو میز پر نہیں دیکھتا اُس کی آنکھیں حیرانی انتشار کیساتھ گردش کرنے لگتی ہیں۔ ہاتھ کل کے پرزوں کی طرح جلد جلد جنبش کرتے ہیں کبھی میز کے کاغذات اور کتابوں تک پہنچتے ہیں کبھی اپنے کوٹ اور پتلون کے جیبوں کے پردوں میں چھپ جاتے ہیں۔ شہاب اپنے کمرے میں سودائی کی طرح گھومتا پھرتا ہے۔ اس نے تمام کمرے کے سامان کو بے ترتیب کر دیا میزیں کرسیاں صندوقچے الماریاں الٹ دیں۔ کتابوں کی ورق گردانی کی۔ غرض تمام کمرے کا ذرہ ذرہ چھان چکا۔ مگر وہ نامہ خط دستیاب نہ ہوا اُس کے چہرے پر ہوائیاں اُڑنے لگیں۔ بہت غور وخوض کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ اس قدر جلد کسی دوسرے شخص کا آنا محال ہے۔ بہت ممکن ہے کہ میں نے جذبات کے تلاطم میں جس وقت اُسکو کسی ایسی شے میں دفن کر دیا ہو جسکے نقوش اب صفحۂ دماغ سے مٹ گئے۔ جس نتیجہ پر وہ پہنچا تھا وہ اُسکے دماغی کیفیات کا ایک کرشمہ تھا۔ یہ خیال کر کے اُس نے نوکر کو بلا کر از سرِ نو آراستہ کرنے کا حکم دیا اور دفع الوقتی کے لئے اختر کے مکان پر چلا گیا۔ رات کی بیخوابی اختر کے پھول سے رخساروں پر اپنے نقوش چھوڑ گئی تھی۔ اُس کی آنکھوں میں نیند نے ڈورے ڈال دیئے تھے اور اس کا اضطراب بالو تخمی پریشانی سے روشن تھا۔ شہاب نے اختر کو رات ہی کے لباس میں دیکھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ ابھی حمام سے بھی فارغ نہیں ہوا ہے۔ ان سب کیفیتوں نے شہاب کے دل پر گہرا اثر ڈالا اور وہ اپنے عزیز ترین دوست سے یوں مخاطب ہوا۔ (باقی باقی) چودھری

عدم تعاون ہندو اخبارات نے مولانا محمد علی صاحب صدر کوکناڈا کانگریس کی صدارتی تقریر کو جو ۵۰ صفحات پر ختم ہوئی ہے۔ ضرورت سے زیادہ طویل غیر دلچسپ اور بالکل معمولی قرار دیا ہے۔ اس تقریر میں بے تعلقی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ مطلب کی بات ایک بھی نہیں ✣

نیک چلنی

وہ شے جو کسی ملک کو قعر پستی سے نکالکر بام عروج پر پہنچا دیتی ہے جس سے ملک کو بہت بڑی تقویت پہنچتی اور غیر فانی فخر حاصل ہوتا ہے جو ملک کی طاقت کی اشاعت کا باعث ہوتی ہے۔ جو قومی زندگی کے اخگر کو قوی تر بنا دیتی ہے جس سے ملک معزز اور عنانِ حکومت سنبھالنے کے قابل ہوتا ہے جسکی وجہ سے لاکھوں سرکش سرنگوں ہوتے ہیں۔ جو اقوام غیر کے بے جا غرور کو ریزہ ریزہ کر دیتی ہے جو اغیار کو محکوم بنانے کا ایک آلہ ہے جو بڑائی اور بزرگی کا سرچشمہ ہے۔ جو حقیقی تاج و تخت ہے وہ فی الحقیقت شرافت یعنی نیک چلنی ہے۔

"نیک چلنی" فطرت کی ایک پاکیزہ صورت کا نام ہے بالفاظ دیگر کل اخلاقی صفات کا بعنوان شائستہ ایک شخص مجتمع ہونا ہی نیک چلنی ہے۔ نپولین کا قول ہے کہ "دوران جنگ میں قوائے ملکیہ کا زور و اختیار تو گویا بہیمیہ پر ویسا ہی ہوتا ہے جس طرح عشرہ کا زور واحد پر" قوت محنت۔ تہذیب بھی اس ذاتی چال چلن پر موقوف ہے۔ کل عدالتیں اسی پر مبنی ہیں۔ قوانین و آئین اسی کی فروعات ہیں نیچر کے ترازو میں ہر شخص۔ ہر قوم اسی قدر حاصل کرتی ہے جتنا حاصل کرنے کی وہ مستحق ہے۔ جس طرح نتیجہ سبب پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح قومی حالت چال چلن پر دلالت کرتی ہے۔

نیک چلنی انسانی حیات کا فخر و تاج ہے۔ انسان کی مملوکہ و مقبوضہ اشیاء میں یہ سب سے اعلےٰ رتبہ رکھتی ہے۔ یہی انسانی قلوب پر حکمرانی کرتی ہے۔ اس لئے یہ ایک ایسی متاع عزیز ہے جس کے سامنے تاج عصا شاہی ہیچ ہیں۔ اس کا زور و اختیار دولت و ثروت سے کہیں بڑھکر ہے۔

گو انسان علم کے زیور سے آراستہ نہ ہو اور صاحب جاہ و حشمت بھی نہ ہو۔ لیکن اگر اس کا چلن عمدہ اور شائستہ ہو تو اس کی قدر و منزلت ہمیشہ بڑھتی ہی رہیگی۔ کیننگ نے ۱۸۰۱ء میں اپنے ایک دوست کو خط لکھا تھا جس کے چند جملے ہم نقل کرتے ہیں۔

"میں نیک چلنی کی راہ سے ایک لازوال قوت اور اختیار حاصل کرونگا اور میں ہرگز کسی دوسری راہ پر نہیں چلونگا۔ اگرچہ میری رفتار چنداں تیز نہیں ہے لیکن مجھے یقین بلکہ ایمان ہے کہ جس منزل مقصود کو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں اُس کے لئے صراط المستقیم یہی ہے۔"

لارڈ رسل لکھتا ہے:۔

"برطانیہ کے متناصبین کا ہمیشہ سے یہ دستور العمل ہے کہ داناؤں سے مشورہ لیتے ہیں لیکن نیک چلن آدمی کی رائے ان کے لئے چراغ راہ ہے۔"

سر سٹیفنی سمتھ۔ فرانسس ہارنر کی سیرت میں لکھتے ہیں "کہ جناب موسےٰ (علیہ السلام) پر جو دس احکام نازل ہوئے تھے وہ فرانسس ہارنر کی پُر نور پیشانی پر منقش تھے۔ اٹھتیس برس کی عمر میں اُس کی روح نے قفسِ عنصری سے پرواز کیا۔ اس دوران میں صرف نیک چلنی کی وجہ سے اُس کا اختیار کمینے کے اشخاص سے بڑھ کر تھا۔ ہر زبان اس کی مداح تھی ہر ایک کو اس سے عشق تھا سب اُس پر اعتماد و بھروسہ کرتے تھے۔"

لارڈ ارسکاین کا قول آب زر سے لکھنے کے قابل ہو وہ لکھتا ہے:۔

"عالم شباب میں میرا یہ دستور تھا کہ ہر کام کی ابتدا سے پیشتر اپنے کانشنس سے مشورہ لے لیتا پھر اُس کے کہنے کے مطابق بسم اللہ پڑھ کر شروع کر دیتا اور نتیجے کو خدا پر چھوڑ دیتا۔ اسی اصول پر میں عالم ضعیفی تک عمل رہا اور ہمیشہ کامیاب ہوا اب میں اپنی اولاد کو بھی اس پر عامل رہنے کی تلقی

سے ہدایت کرتا ہوں"۔

حیات انسانی کے اغراض مقاصد میں سب سے اعلیٰ مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ چال چلن اچھا ہو اس کے حصول کی کوشش سے حوصلے بڑھتے ہیں۔ خیالات میں بلند پروازی آتی ہے۔ اور مردانہ جوہر پیدا ہوتے ہیں اسلئے ہر شخص کے مقاصد اعلیٰ ہونے چاہئیں۔ کیونکہ ہر کام اور ہر لفظ میں صداقت اور پاکیزگی نیک چلنی کی بنیاد ہے۔ ڈیوک آف ولنگٹن نے دار التواب (ہاؤس آف لارڈز) میں سر رابرٹ کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا۔ انکو پڑھ کر طبیعت خوش ہوتی ہے۔ کہتے ہیں:-

"رابرٹ اور میں برابر پارلیمنٹ میں رہے۔ ہمارے درمیان گہری دوستی تھی۔ لیکن میں نے اُس کو راستباز عادل اور سچی خواہ ملک وقوم پایا۔ اُن کی زبان سے کبھی کوئی ایسا لفظ نہ نکلا جو حق نہ ہو"۔

حق و باطل کا اطلاق جس طرح اقوال پر ہوتا ہے اسی طرح افعال پر بھی ہوتا ہے۔ انسان کو لازم و ضروری ہے کہ جیسا وہ اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہو ویسا بنکر بھی دکھائے آدمی کو اپنی اور غیروں کی عزت و توقیر کا خیال اس بات پر قائم رکھ سکتا ہے۔ انسان چالاکی سے دھوکا کھا سکتا ہے۔ لیکن راست کرداری سے کبھی نہیں۔ وہ لوگ جن کے اقوال و افعال میں کچھ تعلق یا تطابق نہیں ہوتا وہ کبھی فوز و فلاح اور عزت حاصل نہیں کر سکتے۔ بلکہ ع

سچ بھی اُن کا جھوٹ سمجھا جائے گا

نیک چلن انسان کو لازم ہے کہ آفتاب عالمتاب کی طرح اس کا ظاہر و باطن ہر جگہ یکساں چمکتا رہے۔ ایک طفل بزرگ سے جب لوگوں نے استفسار کیا کہ تو نے وہ شفتالو کیوں نہیں چُرائے۔ وہاں تو کوئی بھی دیکھنے والا نہیں تھا۔ روکا کیا خوب جواب دیتا ہے "میں خود جو موجود تھا میں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ اپنی نظروں میں حقیر و ذلیل بنوں"۔ اس نصیحت خیز حکایت میں مخفی اس قوت کا بیان بھی ہوگا جسے ہم کانشنس کہتے ہیں۔ یہ قوت جب تک غالب نہیں آتی اور چال چلن پر ہر لحظہ اپنا اثر نہیں ڈالتی رہتی اس وقت تک انسانی چال چلن محفوظ نہیں رہ سکتا۔ راستی سے قدم پھسل جاتا ہے۔ حرص و لالچ میں پڑ کر ابتلا میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اپنی ہی نظروں میں ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے۔ گو کسی نے اُسے نہ دیکھا ہو۔ عوام الناس کی نظروں میں خواہ وہ معزز ہی رہے یا اور مجرم ثابت نہ ہو سکا لیکن تسکین قلب نہیں رہتی۔ کانشنس کی چوٹ سے وہ ایسا خستہ اور مجروح ہو جاتا ہے کہ کہ خبط الحواس ہو جاتا ہے اسے اپنی بھی خبر نہیں رہتی اور ایسے نامعلوم اور گمنام مجرم کے لئے یہ ایک نہایت خوفناک سزا ہے۔ (باقی باقی)

چودھری

روس اور اٹلی کے مجوزہ اتحاد میں رکاوٹ

لنڈن ۳۱ دسمبر۔ لنڈن کے پولیٹکل حلقوں میں اس بات پر تعجب کا اظہار کیا گیا ہے کہ زیگوسلافیہ فرانس کے ساتھ اتحاد کرے۔ اس کا نتیجہ لازمی طور پر یہ ہوگا کہ یورپ دو مسلح جماعتوں میں منقسم ہو جائیگا اور برطانیہ اور سکنڈے نیویا کی حیثیت غیر جانبدار دوں کی ہوگی۔ اٹلی ان اتحادوں سے بہت مضطرب ہو رہا ہے۔ اس کے نزدیک چھوٹی طاقتوں کے اتحاد کو مستحکم کرنے کے معنی یہ ہیں۔ کہ اٹلی اور روس میں اتحاد قائم کرنیکی جو تجویز ہے اس میں رکاوٹ ڈالی جائے۔ فرانس نے پولینڈ۔ یوگوسلافیہ اور رومانیہ کو جو قرضے دیئے ہیں۔ اُن پر فرانسیسی اخبارات میں بے راے زنی ہوئی ہے۔ ان اخبارات کا خیال ہے کہ برطانیہ اس معاملہ میں عنقریب کارروائی کرنے والا ہے۔ ایک اخبار لکھتا ہے کہ اگر چھوٹی طاقتوں کو مسلح ہونا پڑا تو اس کی وجہ محض یہ ہوگی کہ گورنمنٹ برطانیہ اندھا دھند پالیسی پر کاربند ہے۔

لنڈن ۳۱ دسمبر رویٹر کو معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ نے اس بارے میں تحقیقات کی ہے کہ گورنمنٹ فرانس نے جو گوسلافیہ پولینڈ اور رومانیہ کو جو روپیہ دیا ہے اس کا اثر بین الاقوامی صورت معاملات پر کیا ہوگا

چین میں بدامنی

ہانکو ۳۱ دسمبر۔ خبر آئی ہے کہ سانڈیانگ میں کئی امریکن پادریوں کو باغی لٹیروں نے پکڑ لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مسٹر ہوف اور انکی بیوی مسز ہوف زخمی ہوئے اور مسز کیلین باغیوں کے ہاتھ پڑ گئیں۔ ایک اور بیان مظہر ہے کہ تین امریکن پادری مارے گئے ہیں۔

پیکن ۳۱ دسمبر۔ امریکن سفیر نے چین کے وزیر خارجہ سے اس واقعہ کے خلاف اظہار ناراضگی کیا ہے کہ سانڈیانگ میں امریکن پادری پکڑے گئے ہیں۔ سفیر مذکور نے گورنمنٹ چین سے مطالبہ کیا ہے۔ ان پادریوں کو رہا کرانے کے لئے فوراً تدابیر عمل میں لائی جائیں اور اس علاقہ میں جو اور امریکن تمام غیر ہیں۔ انکی حفاظت کی جائے۔

اٹلی میں فساد

لنڈن یکم جنوری۔ روم کا ایک تار مظہر ہے کہ کئی ہزار آدمیوں کے ایک ہجوم نے کلفر میں ایک جیل خانہ پر حملہ کیا اور ایک قیدی کو جس پر یہ الزام تھا کہ اس نے ایک گرجے سے بعض قیمتی تبرکات چرائے تھے باہر گھسیٹ کر اتنا زدوکوب کیا کہ وہ مر گیا۔

نہایت عجیب درخت

امریکہ کے ملک میکسیکو میں ایک درخت نہایت عجیب قسم کا ہوتا ہے۔ اس کے پھولوں کے بیچ میں ایک ڈنٹھل سا ہوتا ہے جس کی صورت انسان کے ہاتھ کے مشابہ ہوتی ہے جیسے انسان کے ہاتھ میں ناخون ہوتے ہیں ویسی ہی اس میں نوک نکلتی ہے۔ اس درخت کے پھول کا رنگ





بقیہ مضمون صفحہ ۲

اور اگر ہوگیا تو قرآنی تعلیم کیوں باطل نہ ہوجائیگی۔ مسیحیت کا ستون تو جو مرزائیوں نے توڑنا ہے وہ دُنیا کو معلوم ہی ہوچکا ہے۔ ہاں جوش مخالفت و نشہ تعصب میں قرآن پر تو اُنہوں نے اعتراض کر ہی لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل اسلام کے نزدیک اب تک مرزائیوں کو مسلمان تسلیم نہیں کیا گیا۔ ذرا ہی گر غور کرینگے تو معلوم ہوجائیگا کہ جو اعتراض مسیحیت پر ۲۱۲۳ء میں جاکر اس نئی اختراع پیدایش انسانی کی صورت میں وارد ہوگا وہی قرآن پر بھی ہوجائیگا۔ الفضل کو ہمت ہو تو جواب دے اور بقیہ جواب بھی سن لے اور پھر دیکھے مسیحیت کا ستون گرتا ہے کہ اسلام کا۔ ہاں ہماری طرف سے اُسے کھلی اجازت ہے کہ مسیحیت پر ایسے متعصبانہ حملوں کو اگر چاہے تو جاری رکھے کیونکہ یہ حملے مسیحیت کی فتح و نصرت کی بنا ہیں اور اس کی اشاعت کے کارگر وسیلہ۔ جواب سے پہلے اُسے یاد رہے کہ چونکہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آیا کرتا ہے ۲۱۲۳ء میں وہ کون سا مجدد ہوگا جسے وہ فتح مسیحیت کے ستون کو گرانے کی حاصل ہوگی جو مرزا جی کو نہ ہوسکی۔ مرزا جی کا تو دعویٰ تھا کہ میں دنیا سے مسیحیت کا نام و نشان مٹانے آیا ہوں۔ مگر یہاں تو معترض کہہ چکا ہو کہ ۲۱۲۳ء تک مسیحیت کا ستون نہ ٹوٹیگا۔ کہو دوستو یہی ہے مرزا جی کا دعویٰ کسر صلیب جس پر اتنے پھولے پھرتے ہو۔ تمہارے دعویٰ کی تردید تمہاری ہی تحریر مندرجہ بالا سے ہوگئی۔ خوب!

ایسی ضد کا بھی ٹھکانا ہے کہ یارب دیکھیے
یہی سُوا کا فرتودہ کا فر مسلماں ہوگیا

خان

نور افشاں کے نئے خریدار دیجیے۔

ملت حنیف میں مذہب کی آزادی

مسیحی ممالک میں مذاہب کی آزادگی کو دیکھ کر آج کل بعض نام کے مسلمان صاحبان بھی یہ دعویٰ کرنے لگے ہیں کہ اسلام تو ہمیشہ آزادی کا مذہب رہا۔ دیگر مذاہب کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا اور نہ تلوار کے زور سے کسی کو مسلمان بنایا اور اس کے ثبوت میں تاریخ کا حوالہ دینے لگے ہیں۔ بلا شک اسلام کی بابت یہ دعویٰ درست ہیں۔ نہ معلوم ہندوستان جیسے ملک میں جس نے حنفیت کا تجربہ صدیوں سے کیا آنکھوں سے دیکھا کہ نام کے مسلمانوں نے کیا کچھ کیا۔ اُن کو تاریخ کی طرف توجہ دلانا کچھ ہنسی سی معلوم پڑتا ہے۔ اور خیال گذرتا ہے کہ جس نے یہ دعویٰ کیا اُس نے سنجیدگی سے نہیں کیا محض کھیل تماشے کے طور پر لکھ دیا۔ کیونکہ طفل مکتب بھی جانتے ہیں کہ حنفیت نے ہند میں اہل ہنود کو کہاں تک مذہبی آزادگی دی اور اُنکی دل آزاری سے کہاں تک پرہیز کیا ہو۔ سلطان محمود غزنوی ہندوستان پر حملوں کے ذریعے ہزاروں لاکھوں کو غلام بنا کر لے گیا اور بعض کو بھیڑ بکریوں سے بھی ارزاں جا کر فروخت کردیا۔ ہندوستان کے مندر جا بجا شاہد ہیں کہ نام کے مسلمانوں نے اُن کی کیا درگت بنائی شاید اسی وجہ سے ہسپانیہ کی تاریخ کا حوالہ دے دیا کہ وہاں نام کے مسلمانوں نے مسیحیوں کو مذہبی آزادی دے رکھی تھی اور اس کے لئے مسٹر وسوانی سندھی سے اقتباس کردیا۔ ہسپانیہ شاید ایک مستثنیٰ ملک ہو جس پر نظر عنایت ہوئی۔ ورنہ شام۔ مصر۔ عرب کے مسیحیوں پر جو ظلم و ستم ہوئے تاریخ بہانگ دہل پکار رہی اور افسوس و رنج سے انگلیاں چبا رہی ہے۔ سلطان ٹیپو نے دکن کے مسیحیوں پر جو ظلم کئے۔ جنکے گرجاؤں کو اصطبل بنایا۔ جن کو ٹراونکور کے ہندو راجا نے پناہ دی۔ اس راجا نے سلطان ٹیپو سے خائف ہوکر انگریزوں سے مدد مانگی اور اس ظلم کو موقوف کیا۔ اغنیا کے مظالم۔ عداؔ کے قتل عام جن میں مسیحیوں کے خون کی ندیاں بہ گئیں۔ حنفیت کی آزادگی مذاہب پر آج تک رو رہے ہیں۔ پھر ہسپانیہ کا حوالہ دینے سے اُن کی اور اہل ہنود کی اشک شوئی کیسے ہو سکتی ہے۔ لیکن ہسپانیہ کی تاریخ بھی کیا کہہ رہی ہے وسوانی صاحب کا اقتباس اُس کی تکذیب نہیں کرسکتا۔ مسیحی دین کے اقرار کے نشانات پر حنفیوں کا جوش نکلتا۔ اور عوام الناس ہر طرح سے بے عزتی اور بے حرمتی مسیحیوں کی کرتے۔ اُن کے پادری جب باہر نکلتے تو نام کے مسلمانوں کا انبوہ ہر طرح کا طعن و تشنیع کرتا اور اُن کا مخول اُڑاتا۔ گلیوں میں لڑکے اُن کے پیچھے چلاتے اور اُن پر پتھر پھینکا کرتے اور جب مسیحی اپنے کسی جنازے کو دفن کے لئے لے جاتے تو اُن پر نام کے مسلمانوں کا انبوہ اُن پر لعنت بھیجتا جاتا۔ واہ کیا خوب آزادگی ہسپانیہ کے مسیحیوں کو حاصل تھی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ برعکس نہند نام زنگی کافور۔ وسوانی صاحب کو عربی لغت میں بھی ایک نام کے مسلمانوں نے خضد مان لیا۔ کیونکہ اُنہوں نے اسلام کے معنی صلح کئے ہیں۔ گو حقیقت کو چھوڑ گئے ہیں اور قرآن کی تفسیر کا سہرا بھی اُن کے سر پر باندھ دیا۔ کاش کہ ایسا ہی ہوتا۔ ساری دُنیا کے مسلمان جو حج کے لئے حنفیت کے مولد میں۔ جاتے ہیں وہ امن و چین سے رہتے تو ہمارے ہاں سے جو نام کے مسلمان ہجرت کر کے مسلمانی ممالک میں چلے گئے تھے وہ خستہ و شکستہ حال ہو کر غیر مسلمانی سلطنت میں واپس نہ آتے۔ ہمیں امید ہے کہ مسلمانوں کو جو مسیحی ممالک یورپ و امریکہ میں جانے کا موقع ملا ہو وہ اس سے مزید فائدہ اُٹھائینگے اور آزادی مذاہب کے مسئلہ کو دل سے قبول کرینگے۔ گو

خواہ وہ کیسے چپکے سے چشم پوشی کر کے خفیف ہی سے ایکو منسوب کرنے لگ جاویں۔

بے۔ اے بخش۔

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوا کچند صاحب پروپرائٹر چھپا۔

